

سلسلہ ”اسلام اور عورت“ - 1

# عورت کی امامت کا مسئلہ

مفتی محمد حنا قادری

حجاز پبلی کیشنز، لاہور

سلسلہ "اسلام اور عورت"

(۱)

# عورت کی امامت

کا  
مسئلہ

مفتی محمد خان قادری

عالمی دعوتِ اسلامیہ



# فہرست

مباحث

نمبر شمار

## بحث اول

زیر بحث مسئلہ پر دلائل جواز

۱۔ امامتِ خواتین کے لئے ایک خاتون کا تقرر

خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۲۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور جماعت

۳۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ اور جماعت کے فرائض

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا قول

۵۔ تابعین کے اقوال

۶۔ ائمہ مجتہدین کی آراء

۷۔ نہایت اہم جزمیہ سے تائید

## بحث ثانی

ازالہ شبہات

پہلا شبہ - جواب

دوسرا شبہ

- 19 جواب شبہ  
23 عمل صحابہ اور امام اعظم  
26 تیسرا شبہ ، جواب  
29 چوتھا شبہ ، جواب

### بحث ثالث

31

دلائل عدم جواز

### بحث رابع

35

دلائل عدم جواز کا تجزیہ

36

اہم نوٹ

38

ترک تقدم

39

زیادتی کشف

WWW.NAFSEISLAM.COM

# بحث اول

زیر بحث مسئلہ

پر

دلائل جواز

WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام نے عورت کو جو آسانیاں عطا کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا لازم نہیں۔ لیکن اگر وہ جمعہ، عیدین اور دیگر نمازوں میں سے کسی بھی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہے تو اسے اجازت ہے خواہ وہ جماعت مسجد میں ہو یا گھر میں۔ اسی طرح خواتین کا کسی جگہ اجتماع یا تعلیمی ادارہ ہے تو وہاں ان میں سے کوئی خاتون جماعت کروادیتی ہے تو یہ بھی درست ہے۔ یعنی عورت، عورتوں کی امام بن سکتی ہے۔ ہماری یہ گفتگو چار مباحث پر مشتمل ہوگی۔

- ۱۔ زیر بحث مسئلہ پر دلائل جواز۔
- ۲۔ دلائل جواز پر اعتراضات کا جواب۔
- ۳۔ مخالفین کے دلائل۔
- ۴۔ ان دلائل کا تجزیہ۔

## بحث اول

### زیر بحث مسئلہ پر دلائل جواز

سب سے پہلے ان احادیث و آثار کا تذکرہ کرتے ہیں جن میں عورت کا مستورات کی جماعت کروانا ثابت ہے۔



# ۱۔ امامتِ خواتین کے لئے ایک خاتون کا تقرر خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

امام ابو داؤد نے سنن ابی داؤد میں "باب امامۃ النساء" قائم کر کے اس کے تحت جو احادیث ذکر کی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے لیے روانہ ہونے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔ زخمیوں کی خدمت کروں گی ممکن ہے اللہ تعالیٰ مجھے وہاں شہادت نصیب فرمادیں۔ اس پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھر میں رہو تمہیں اللہ تعالیٰ شہادت نصیب فرمائیں گے۔ اس کے بعد انہیں "شہیدہ" کہا جاتا تھا۔ انہوں نے قرآن پڑھ لیا تھا۔ انہوں نے حضور علیہ السلام سے درخواست کی مجھے ایک مؤذن رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں جس کی آپ نے اجازت دے دی۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک غلام اور ایک لونڈی کو اپنی وفات پر آواز کرنے کا عہد کر رکھا تھا۔ ایک رات ان دونوں نے ان کا سانس چادر سے اس طرح بند کر دیا کہ ان کی موت واقع ہو گئی اور وہ دونوں بھاگ گئے۔ صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا۔ ان دونوں کے بارے میں جے علم ہے وہ انہیں پکڑ لائے۔ وہ پکڑے گئے اور ان دونوں کو سولی پر چڑھایا گیا۔ سرزمینِ مدینہ پر یہ آدھن تھے جن کو سولی پر چڑھایا گیا۔

اس سے متصلاً دوسری روایت ہے:-

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خاتون  
علیہ وسلم یزورہا فی بیتھا کے ساتھ ملاقات کیلئے اس کے پاس

وجعل لها مؤذناً يؤذن لها  
وامرأها ان تؤم اهل دارها۔  
تشریف لیجاتے۔ آپ نے اس کی خاطر  
ایک مؤذن مقرر فرمایا جو اذان دیتا۔  
اور اس خاتون کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ اپنے  
گھر (یا کالونی) والوں کی امامت کرے۔  
راوی حدیث عبد الرحمن بن خالد انصاری اس مؤذن کے بارے میں کہتے  
ہیں :

فانا رأيت مؤذنها شيخاً  
كبيراً۔  
میں نے وہ مؤذن دیکھا ہے۔ بڑی  
بزرگ تھا۔

(سنن ابی داؤد، باب امامۃ النساء ۸۷، ۸۸)

امام ابن عبد البر حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کا تعارف کرواتے ہوئے مذکورہ  
واقعہ لکھنے کے بعد کہتے ہیں :

وكان النبي صلى الله عليه  
وسلم امرأها ان تؤم اهل دارها  
وكان لها مؤذن وكانت  
تؤم اهل دارها۔  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
خاتون کو اپنے گھر میں امامت کا حکم دیا۔  
وہاں ایک مؤذن مقرر تھا۔ اور وہ  
اہل دار کی امامت کرتی تھیں۔

اور ان کے قاتلوں کو سولی پر چڑھایا گیا اور سر زمین مدینہ میں سولی چڑھنے والے  
اولین یہی افراد تھے۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

صدق رسول الله صلى الله  
عليه وسلم حين كان يقول  
الطلقوا بنا فزور الشهيدۃ۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا  
جب آپ ہمیں فرمایا تھا۔ میرے ساتھ  
ایک شہیدہ خاتون کی ملاقات کے  
لیے چلو۔  
(الاستيعاب فی اخبار الاصحاب)



بیہقی، مستدرک اور اس کی تلخیص میں اس بات کا اضافہ ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو آپ علیہ السلام نے فرائض کی جماعت کروانے کا حکم دیا تھا۔

وامرہا ان توئم اہل دارہانی حضور علیہ السلام نے اس خاتون کو حکم  
فرائض دیا تھا کہ وہ اپنے گھر میں فرائض کے

راسن الکبریٰ ۱/۶۰۶ باب السنت الاذان للاقامہ جماعت کروائے۔

فی البیوت المستدرک ۲۰۳:۱ کتاب الصلوۃ، تلخیص المستدرک (۲۰۳:۱)

بعض اہل علم نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ عورت مردوں کی امامت بھی کروا سکتی ہے۔ کیونکہ ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے اہل دار لستی کے مکینوں کا امام مقرر فرمایا تھا۔ تو اس میں خواتین کے علاوہ مرد بھی تھے لیکن ان کا یہ استدلال درست نہیں۔ اس لیے کہ روایات میں تصریح آچکی ہے کہ اس سے مراد صرف خواتین ہی تھیں۔

امام دارقطنی نے حدیث ام ورقہ ان الفاظ سے ذکر کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن لہا ان یؤذن لہا  
و یقام ولوئم لہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو اجازت دی تھی کہ اس کا ایک مؤذن ہو اور یکبر بھی جائے اور یہ امامت خواتین کے فرائض سرانجام دے۔

راسن دارقطنی مع التعلیق لمغنی ۱۰: ۲۴۹

باب کراۃ الجاہلۃ و اہلھا صلوۃ الامام

۲۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جماعت

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں مسلمہ ہے آپ

فرائض و نوافل دونوں میں خواتین کی جماعت کرواتے ہیں۔

۱۔ ابن ابی شیبہ اور امام حاکم حضرت عطاء سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معمول کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

انہما کانتا توذنان و تقیم  
آپ اذان دیتیں، بکیر پڑھتیں، خواتین  
و قوم النساء فتقوم وسطھن۔  
کی امامت کرتیں اور درمیان میں کھڑی  
(المستدرک ۱: ۲۴۴، کتاب الصلوٰۃ) ہوتیں۔

مصنف لابن ابی شیبہ بحوالہ حاشیہ دارقطنی ۱: ۴۰۵

۲۔ امام عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ربیعہ خنیفہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خواتین کی فرائض کی جماعت کرواتیں اور ان کے درمیان کھڑی ہوتیں۔

انہما امتھن فقامت بینھن  
آپ خواتین کو فرائض کی جماعت کرواتیں  
فی صلوٰۃ مکتوبۃ۔  
تو درمیان میں کھڑی ہوتیں۔

(مصنف عبدالرزاق ۱: ۴۰۰، باب المرأة تؤم النساء)

یہی روایت دارقطنی میں "باب صلوٰۃ النساء جماعتہ و موقف امامھن" کے تحت ہے۔ (سنن دارقطنی ۱: ۴۰۴)

امام زبلی نصیب الرایہ میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت تین کتب حدیث، مصنف عبدالرزاق، سنن دارقطنی اور سنن بیہقی میں ہے اور اس کی سند پر تبصرہ یوں کرتے ہیں۔

قال النووی فی الخلاصۃ خلاصہ میں امام نوویؒ نے کہا ہے کہ  
سندہ صحیح۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الصحابہ ۲: ۳۱، کتاب الصلوٰۃ)

۳۔ امام محمد اپنے شیخ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعی نے بیان فرمایا:

ان عائشۃ كانت تؤم النساء  
سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماہ رمضان  
فی شہر رمضان فتقوم وسطاً  
میں خواتین کو جماعت کروائیں تو درمیان  
دکتاب الآثار: ۲۲۲ میں کھڑی ہوتیں۔

۳۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہؓ اور جماعت فراموش

۱۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں حجرہ بنت حصین بیان کرتی ہیں:

امتنا ام سلمة فی صلوة  
حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے  
العصر فقامت بیننا۔ ہمیں نماز عصر کی جماعت کروائی اور وہ  
رسن دارقطنی ۱: ۲۰۵ باب صلوة ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

النساء جماعۃ (مؤلف عبد الرزاق ۳: ۲۰۰ باب المرأة تؤم النساء)  
امام زلیحی اس روایت کی سند کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:  
قال النووی سندہ صحیح امام نووی نے تصریح کی ہے کہ اس  
در نصب الراية ۲: ۳۱ کتاب الصلوة روایت کی سند صحیح ہے۔

۲۔ امام ابن ابی شیبہ حضرت ام الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کرتے ہیں:

انہا رأیت ام سلمة زوج النبی  
کہ میں نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تؤم  
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو خواتین کی  
النساء فتقوم معهن فی صفھن جماعت کرواتے ان کی صف کے درمیان  
(مؤلف ابن ابی شیبہ ۲: ۱۲۷) کھڑے دیکھا۔



حاشیہ نصب الراية میں ہے :

اسناد هذا كالذهب - اس روایت کی سند سونے کی طرح  
(نصب الراية، ۲: ۳۱)

#### ۴۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امامتِ نساء کے بارے میں منقول ہے ۔

تَوَمَّ الْمَرْأَةُ النَّسَاءَ وَلَقَوْمَ  
عورت دیگر خواتین کو جماعت کر دیتی  
وسطھن ۔ ہے مگر درمیان میں کھڑی ہو ۔

(مصنف عبدالرزاق، ۳: ۱۲۰)

#### ۵۔ تابعین کے اقوال

اس مسئلہ پر تابعین کے اقوال بھی ملتے ہیں۔ حضرت عطار، حضرت مجاہد، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام جواز کے قائل ہیں۔ حضرت سفیان ثوری، امام ابراہیم نخعی اور امام شعبی سے روایت کرتے ہیں :

لَا بَأْسَ أَنْ تَصَلِيَ الْمَرْأَةُ  
کہ عورت کے رمضان میں خواتین کو  
بِالنِّسَاءِ فِي رَمَضَانَ تَقُومُ فِي  
جماعت کرانے میں کوئی حرج نہیں  
وسطھن ۔ (مصنف عبدالرزاق، ۳: ۱۲۰)

#### ۶۔ ائمہ مجتہدین کی رائے

امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اوزاعیؒ اور ثوریؒ کے نزدیک خواتین کی جماعت

مستحب ہے۔

فقہ حنفی میں مشہور یہی ہے کہ یہ مکروہ ہے۔

بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظمؒ بھی بلا کر امامت اس کے جواز کے قائل ہیں۔

شیخ عبد الرحمن الجزیریؒ شرائط امامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب مقتدی مرد ہوں خواتین ساتھ ہوں یا نہ ہوں امام کا مرد ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر مقتدی صرف خواتین ہوں،

فلا تشترط الذکورۃ فی  
امامتھن بل یصح ان تكون  
المرأة اماماً لأمرأة مثلاً  
بالتقاء ثلاثہ من الاثمتہ  
وخالف المالکیۃ۔  
خواتین کی امامت کیلئے امام کا مرد  
ہونا ضروری نہیں بلکہ عورتوں کی امام  
عورت ہو سکتی ہے۔ اس پر تین ائمہ  
(امام اعظمؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) کا اتفاق  
ہے۔ مالکیہ اس کے خلاف ہیں۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب، المجلد ۱، ص ۴۰۹)

شیخ ابوالطیب عظیم آبادیؒ مذکورہ روایات ذکر کرتے کے بعد رقمطراز ہیں۔  
وهذه الروایات كلها تدل  
على استحباب امامة للنساء في  
الغرائض والنوافل وهذا  
هو الحق وبها يقول الشافعي  
والاوزاعي والثوري والحنيفة  
وجامعة رصمهم الله تعالى۔  
یہ تمام روایات دلالت کر رہی ہیں  
کہ غائض و نوافل دونوں میں عورتوں  
کی جماعت کر دیا سکتی ہیں یہ ہی حق ہے اور  
امام شافعیؒ، اوزاعیؒ، ثوریؒ، امام احمد اور  
امام ابو حنیفہؒ تمام کی رائے بھی یہی ہے۔

(التعلیق المغنی، ص ۵۰۵)

## نہایت اہم خبر تیس سے تائید

فقہائے احناف اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ جنازہ میں خواتین کی امامت عورت کو دہکتی ہے۔ اور یہ بلا کراہت جائز ہے۔ اس پر احناف کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ شیخ اکمل الدین الباری فرماتے ہیں:

ان امامتھن فی صلوٰۃ الجنائزۃ نماز جنازہ میں عورت بغیر کسی غیر مکروہۃ۔ کراہت کے خواتین کو جماعت کو دہکتی

(القنایہ حاشیہ الہدایہ ۱۱: ۲۰۶) ہے۔

۲۔ امام ابن الہمام اس کو یوں بیان کرتے ہیں:

اعلم ان جماعتھن لا تکرہ فی واضح رہے کہ خواتین کی جماعت جنازہ صلوٰۃ الجنائزۃ میں مکروہ نہیں۔

(فتح القدیر ۱۱: ۲۰۶)

۳۔ امام طحاوی رقمطراز ہیں:

لا تکرہ جماعتھن فی صلوٰۃ نماز جنازہ کی صورت میں خواتین کی جماعت الجنائزۃ مکروہ نہیں۔

(طحاوی علی مراقی الفلاح)

ان تمام احادیث، روایات اور اقوال سے واضح ہو رہا ہے کہ خواتین اگر کسی مقام پر جمع ہوں اور وہ اجتماعی طور پر نماز ادا کرنا چاہیں تو یہ جائز ہے۔



## بحث ثانی

### ازالہٴ شُبہات

## بحث ثانی

### ازالہ شبہات

مذکورہ دلائل پر بعض شبہات وارد کئے گئے ہیں۔ ان کا ازالہ ضروری ہے۔

### پہلا شبہ

حدیث ام ورقہ سے استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کے دور ادوی ضعیف ہیں۔ ایک دلیہ بن جمیع اور دوسرے عبدالرحمن بن خلاد۔ دلیہ بن جمیع کے بارے میں امام منذریؒ کہتے ہیں "فیہ مقال" (ان میں کلام ہے) اور ان دونوں کے بارے میں ابن القطانؒ کا قول ہے "لا یعرف حالہما" (یہ معروف الحال نہیں)۔

### جواب

- اہل علم نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں :
- ۱۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ امام ابن خزیمہ نے اس روایت کی صحت پر تصریح کی ہے :  
رواہ البوداؤد وصحہ ابن  
خزیمہ۔ (بلوغ المرام : ۷۶) ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا۔
- ۲۔ امام البوداؤد نے اسے روایت کر کے اس پر سکوت کیا ہے جو اس کے صالح العمل ہونے کی دلیل ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی امام البوداؤد کے اسلوب پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :

”جن احادیث کی سند میں کوئی ضعف ہو یا کوئی علتِ خفیہ ہو اس کو امام ابو داؤد بیان کر دیتے ہیں۔ اور جس حدیث کی سند کے بارے میں امام ابو داؤد کوئی کلام نہیں کرتے وہ عام طور پر صراحۃً للعلل ہوتی ہے۔ چنانچہ امام مکتوب میں فرماتے ہیں۔ ما لم اذکر فیہ شیئاً فهو صالح۔“ (ذکرۃ المحدثین، ۲۸۱)

۳۔ امام بدر الدین عینیؒ، امام منذریؒ اور ابن القطانؒ کا مذکورہ قول نقل کر کے کہتے ہیں:

لا یضرہ ذلک فان مسلماً	یہ بات نقصان دہ نہیں کیونکہ امامؒ
اخرج له وکفی هذا فی	نے اس راوی سے حدیث لی ہے اور یہ
عدالتہ وثقتہ و ذکرہا	بات اس کی عدالت و ثقاہت کے لیے
ابن حبان فی کتاب الثقات	کافی ہے۔ ابن حبان نے ان دونوں
فالحديث اذا صحیح۔	کا ذکر ثقات میں کیا لہذا یہ حدیث صحیح ہے

(السنن شرح ہدایہ)

دلید بن جمیع کے بارے میں امام حاکم نے بھی یہی بات کہی ہے کہ ان سے امامؒ نے حدیث لی ہے۔ (المستدرک، ۱: ۲۰۳)

جب امام مسلمؒ، امام ابو داؤدؒ، امام حاکمؒ، ابن خزیمہؒ، ابن حبانؒ اور بدر الدین عینیؒ جیسے نامور محدثین ان راویوں کی توثیق کر رہے ہیں۔ تو اب اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔

۴۔ اگر اسے ضعیف بھی مان لیا جائے پھر بھی کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ کیونکہ دیگر آثارِ صحابہ سے اس کو تائید و تقویت حاصل ہو رہی ہے۔

دوسرا شبہ

یہ کہنا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک خواتین کی جماعت جائز ہے غلط ہے۔ کیونکہ نہ نفی



میں یہ تصریح ہے کہ یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔

## جواب

یہ جواب سمجھنے سے پہلے یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ کتب فقہ میں جو کچھ تحریر ہے ضروری نہیں کہ وہ تمام کا تمام امام اعظمؒ یا صاحبین سے ہی منقول ہو بلکہ وہ مصنفین و شارحین کے اپنے استخراجات بھی ہو سکتے ہیں۔

سردست یہاں صرف ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے :

وحدث بعضهم يذعم ان	بڑی بڑی کتب اور فتاویٰ جات میں
جميع ما لوحد في هذه الشرح	جو کچھ درج ہے اسے بعض علماء امام اعظمؒ
الطويلة وكتب الفتاوى	اور صاحبین کا قول قرار دیتے ہیں۔ ان
الضعيفة فهو قول ابي حنيفة	کے اپنے اقوال اور ان سے مستنبط مسائل
وصاحبيه ولا يفرق بين	میں کوئی فرق نہیں کرتے حالانکہ ان میں
القول المخرج وبين ما هو	فرق کو خاتمیت ہی اہم اور ضروری ہے۔

قول في الحقيقة - دالانصاف في بيان سبب الاختلاف (۶۱)

امام اعظمؒ کے اقوال ہم تک پہنچنے کے لیے ہمارے لیے سب سے اہم ذریعہ ان کے تلامذہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ کی کتب ہیں۔ زیر بحث مسئلہ کے حوالے سے جب ہم ان کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہاں واضح طور پر یہ ملتا ہے کہ امام اعظمؒ اسے مکروہ تحریمی کا درجہ نہیں دیتے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ خلافِ اولیٰ قرار دیتے ہیں۔

۱۔ امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں ایک باب "باب المرأة تؤثم النساء" قائم کیا ہے اس کے تحت یہ حدیث بیان کی ہے :

اخبیرنا بالبحیفة قال حدثنا  
حماد عن ابراهیم عن عائشة  
ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ  
عنہا انہا کانت تؤم النساء  
فی شہر رمضان فتقوم  
وسطاً ۔

اس کے بعد لکھتے ہیں :

لا یعجبنا ان تؤم المرأة فان  
فعلت قامت فی وسط الصف  
مع النساء کما فعلت عائشة  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا و هو  
قول ابی حنیفة رحمہ اللہ  
تعالیٰ ۔ (کتاب الآثار : ۲۴۱)

آپ نے محسوس کیا کہ امام محمد نے اس پر کبر وہ تحریمی کا اطلاق نہیں فرمایا :

۲۔ اسی بات کی تائید محقق علی الاطلاق امام ابن القمام نے بھی کی ہے کہ اس عمل پر کبر وہ  
تحریمی کا اطلاق درست نہیں ۔ امام موصوف نے اس مسئلہ پر تمام روایات و اقوال پر  
گفتگو سمیٹے ہوئے کہا مذکورہ روایات جواز کا ناسخ کون ہے ۔ اس کا تعین ضروری ہے ۔  
لیکن وہ تو آج تک معلوم نہ ہو سکا ۔ اور جو روایت بطور ناسخ پیش کی جاتی ہے اس سے  
استدلال محل نظر ہے ۔

و بتقدیر التسلیم فانما  
یفید نسخہ السنیۃ و هو  
اگر ہم اس کو ناسخ تسلیم بھی کر لیں تو  
اس سے سنیت کا نسخہ ہوگا جو اس پر

لا یتلزم ثبوت کراہت التحیم      عمل کو مکروہ تحریمی نہیں بنانا بلکہ مکروہ  
فی الفعل بل التنزیہ و      تنزیہی۔ کیونکہ یہ خلاف اولیٰ ہے۔  
مرجعہا الی خلاف الاولیٰ۔

بلکہ اس کے بعد موصوف نے واضح طور پر کہہ دیا۔  
ولا علینا ان نذهب الی      ہم پر لازم نہیں کہ ہم مکروہ تحریمی کا قول  
ذلک فان المقصود اتباع      کریں کیونکہ حق کی اتباع لازم ہے خواہ  
الحق حیث کان۔      وہ کہیں ہو۔

(فتح القدر ۲۰۷:۱)

۳۔ امام ابن الہمام کی اسی گفتگو اور تحریر کو پڑھ کر مولانا عبدالحی محمد بحر العلوم نے لکھا۔  
وعلیٰ ہذا فدعویٰ الکراہتہ      اس بنا پر کراہت کا فتویٰ مشکل ہے۔  
مشکلۃ لا بد لہا من دلیل      اس کے لیے دلیل چاہیے اور شیخ ابن  
ومیل الشیخ ابن الہمام الی      ہمام کا رجحان عدم کراہت کی طرف ہے۔  
عدم الکراہتہ (رسائل الارکان ۱۰۰)

۴۔ صاحب اعلاء السنن کی گفتگو سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ یہ عمل مکروہ تحریمی نہیں  
البتہ افضل نہیں۔ ان کی گفتگو سے دو مقامات قابل توجہ ہیں۔

۱۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی روایات  
کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے کہا۔

ان روایاتھا تدل علی کراہتہ      حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی  
جماعت النساء و عملہا علی      روایت جماعت کی کراہت پر ادران کا  
نفس الاباحتہ و کراہتہ مشی      عمل اس کی ابتداء پر دال ہے اور شی کا  
لاتنا فی جوازہ کما لا یخفی و نحن      مکروہ ہونا اس کے جواز کے منافی نہیں ہوتا۔

لا تنفی الجواز فی المسئلة حتی  
قلنا بصحة صلواتهن وصلین  
اور ہم اس میں جواز کی نفی نہیں کرتے  
بلکہ اگر خواتین جماعت کرواتی ہیں تو ان کی  
جماعت۔ نماز درست ہوگی۔

۲۔ صحابہ کے دور میں جماعت نساء کثرت کے ساتھ نہ تھی بلکہ بہت قلیل تھی۔

کون جماعتہن کاملتروک  
فی ذلك الزمان دلیل علی انہم  
خواتین کی جماعت کا دور صحابہ میں  
نہ ہونا اس بات پر دلیل ہے کہ وہ اسے  
نا پسند کرتے تھے۔ اور یہاں کراہت  
سے یہی مراد ہے اور اسی معنی کی طرف  
کتاب الآثار میں امام محمد کی گفتگو بھی  
اشارہ کرتی ہے۔ پہلے انہوں نے حید  
عائشہ کا ٹل بیان کیا اور پھر کہا ہمیں پسند  
نہیں۔ البتہ اگر خواتین جماعت کرواتی ہیں  
تو امام کو درمیان میں کھڑا ہونا چاہیے۔  
اور ام ورقہ کے بارے میں جو کچھ منقول ہے  
اس کی فضیلت ثابت نہیں اباحت ثابت  
ہوتی ہے تو جب اس عمل میں کراہت کا  
شے ہو تو اس کا ترک ہی بہتر ہے کیونکہ جب  
شے مندوب و مکروہ کے درمیان  
دائر ہو تو مندوب کا ترک اولیٰ ہوتا ہے

اولیٰ۔ (اعلاء سنن، ۴: ۲۱۵-۲۱۶)



## عمل صحابہ اور امام اعظمؒ

کتاب الآثار کے حوالے سے ملاحظہ ہوا کہ امام اعظمؒ نے خود امام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل (خواتین کو جماعت کروانا) نقل کیا۔ اب کیسے ممکن ہے کہ امام صاحب اس کی مخالفت کریں ان کے ہاں تو یہ ضابطہ ہے کہ جب صحابہ کی رائے اور عمل سامنے آجائے تو اس کی پیروی کی جائے گی۔ اختلاف کی صورت میں کسی صحابی ہی کے قول کو ترجیح دی جائے گی۔ لیکن صحابہ کی رائے کے ہوتے ہوئے ہم اس پر اجتہاد نہیں کر سکتے۔ امام صاحب نے مسائل کے استنباط کے لیے ادلہ کا بیان اسے طرح فرمایا:

اخذ بكتاب الله ولسنة	کتاب اللہ تعالیٰ سے مسئلہ اخذ
رسول الله صلى الله عليه	کرتا ہوں پھر سنت رسول صلی اللہ
وسلم اخذت بقول الصحابة	تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے بعد قول
اخذ بقول من شئت منهم	صحابی۔ ان میں اختلاف کی صورت میں
وادع من شئت منهم ولا	کسی ایک کو ترجیح دیتا ہوں لیکن انہ
اخرج من قولهم الى قول غيرهم	کے اقوال سے باہر نہیں جاتا اور جب
فاما اذا جاء الى ابراهيم و	معاملہ تابعین مثلاً امام ابراہیم نخعی
ابن سيرين والحسن وعطا	ابن سیرین، حسن اور عطاء تک آجائے
نقوم اجتهدوا فاجتهد	تو انہوں نے بھی اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد
كما اجتهدوا۔	کرتا ہوں۔

(اصول الفقہ للشیخ ابی زمرہ، ۲۳۹)

جب زیر بحث مسئلہ میں اہل اہل المؤمنین کا عمل امام صاحب خود روایت فرما رہے

ہیں تو اس کی مخالفت کرتے ہوئے اسے مکروہ تحریمی کیسے قرار دے سکتے ہیں؟۔  
اب وہ بات جو ان تمام دلائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے مولانا عبدالحی لکھنوی نے کہی  
درست معلوم ہوتی ہے۔

فہذا القدومین الکراہۃ  
التحریمیۃ کیف ولو کانت  
کذلک لما امر النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم ام ورقۃ بما امرھا  
ولما ارتکبت عائشۃ وام سلمۃ  
فعلھا والظاہران محمد  
بن الحسن اشار فی کتاب  
الآثار الی ہذا حیث قال  
لا یجبنا ان تویم المرأة الخ  
والذی یتظہران بالکراہۃ  
لا سیما بالتحریمیۃ من تخریج  
المشاخ علی حسب اقسامہم  
ومذعوماتہم لامن کلام  
اسمتہم ولعل لکلام وجہا  
لم نطلع علیہ وما اطلعنا  
علیہ قد بینا حالہ و فوق  
کل ذی علم علیم۔

(تحفۃ النصار فی حقاۃ السنۃ، ۱۹)

یہ چیز کراہت تحریمی کی نفی کرتی ہے اور  
یہ کیوں ہو کیونکہ اگر یہ عمل مکروہ تحریمی ہوتا  
تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام ورقہ کو اس کا  
حکم نہ دیتے۔ سید عائشہ اور سید ام سلمہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ عمل نہ کرتیں اور  
ظاہر بھی یہی ہے۔ امام محمد نے کتاب الآثار  
میں یہ کہہ کر کہ ہمیں امامت بخیرت پسند  
نہیں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ اب جو  
چیز واضح ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ قول  
کراہت خصوصاً تحریمی مشائخ احناف  
کی اپنی رائے ہے۔ یہ ائمہ احناف کا قول  
نہیں اور شاید ان مشائخ کے پاس کوئی  
دلیل ہو لیکن ہم اس پر مطلع نہ ہو سکے۔  
اور جو ہمارے علم میں بھی آئی ہیں ان کا  
حال وہی ہے جو ہم نے بیان کر دیا اور  
علم والے پر ایک علم والا ہے۔

اسی طرح کی گفتگو محشی بخاری مولانا احمد علی سہارن پوریؒ نے اس بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہی۔ وہ سوال و جواب دونوں ملاحظہ ہوں۔

مس: آنچہ مشہور است کہ جماعت یہ جو مشہور ہے کہ خواتین کی جماعت کو ذہن فساد محکومہ است بکراہت تحریم آیا بسند معتبرہ کراہت یافتہ شدہ است یا نہ۔

تحریمی ہے اس کی کوئی معتبر سند ہے یا نہیں؟

ج: در باب کراہت تحریر جماعت النساء و حدیث کہ امام سند معتبرہ از نظم نگذشتہ است لیکن اتفاق فقہائے حنفیہ عموداً در متون یافتہ میشود دلالت دارد بر آنکہ نزد ایشان اصلی و دلیل باشد۔ واللہ اعلم بالصواب۔ لیکن عمل بر آن اولیٰ و احسن معلوم میشود چہ کہ در احادیث صلوٰۃ النساء و ربیعی کہ استروا ظلم باشد قرینہ بر نبودن جماعت ایشان ظاہر است کہ ظلمت خاد مناسب جماعت نیست۔ واللہ اعلم۔

خواتین کی جماعت کے مکروہ تحریمی پر کن سی معتبر دلیل ہے؟ میری نظر سے آج تک نہیں گذری البتہ فقہاء احناف کے متون میں عموماً یہی بات کہی گئی ہے۔ شاید ان کے پاس اس کی کوئی اصل اور دلیل ہو اور اللہ صواب کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ اور اس پر عمل اولیٰ و احسن معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ احادیث میں آچکا ہے عورت کی نماز گھر کی تاریکی میں افضل ہے اور یہ ان کی جماعت نہ ہونے پر قرینہ ہے کیونکہ ظلمت خانہ کے لیے جماعت مناسب نہیں۔

(مجموعۃ الفتاویٰ، ۱: ۱۸۰)

ان تمام عبارات و حوالہ جات نے واضح کر دیا کہ اس عمل پر مکروہ تحریمی کا اطلاق ہرگز

درست نہیں۔ اسی لیے متعدد فقہائے احناف نے بھی اسے مکروہ تنزیہی کہا ہے۔  
جیسا کہ اس پر آگے بھی حوالہ جات آئیں گے۔

## تیسرا شبہ

جو روایات پیش کی گئی ہیں وہ تمام کی تمام منسوخ ہیں۔ علماء نے اس پر  
تصریح کی ہے۔ امام زلیحیؒ فرماتے ہیں۔

انہ منسوخ وفعلن ذلك  
كان النساء يحضرن الجماعات  
ثم نسخت  
(نصب الدایہ ۲: ۳۳)

یہ عمل منسوخ ہو چکا یہ جماعت اس  
وقت ہوتی تھی جب خواتین جماعت  
میں شرکت کے لیے آیا کرتی تھیں پھر  
عمل منسوخ ہو گیا۔

جواب :

اس کا ناسخ کون ہے؟ بقول امام ابن ہمامؒ کے آج تک اس کا تعین نہیں  
ہو سکا۔

لكن يبقى الكلام بعد هذا في  
تعيين النسخ اذ لا بد في  
ادعاء النسخ منه ولم يتحقق  
في النسخ الا ما ذكر بعضهم من  
امكان كونه ما في ابى داود و  
صحيح ابن خزيمة صلوة المرأة  
في بيتها افضل من صلاتها  
في حجرتها الحديث۔

اب یہ بات رہ گئی کہ ناسخ کون ہے  
اس کا تعین ضروری ہے۔ کیونکہ دلائل  
نسخ تب ہی تام ہوگا اور ناسخ ثابت  
نہیں بعض نے وہ روایت پیش کی  
ہے۔ جو ابوداؤد اور صحیح ابن خزيمة  
میں آئی ہے کہ عورت کی نماز اس کے  
ڈرائنگ روم سے سونے والے کمرے  
میں افضل ہے۔



مولانا بحر العلوم فتح الودود حاشیہ سنن ابی داؤد میں حدیث ام ورقہ کے تحت تحریر کرتے ہیں:

ان هذا الحديث يدل على جواز امامة المرأة للنساء و  
 من يقول بكراهة جماعتهم يحمل الحديث على النسخ لكن  
 ابن الهمام وغيره ينكرون تحقق النسخ -  
 یہ حدیث خواتین کے لیے عورت کی امامت کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ جو لوگ اس جماعت کو مکروہ قرار دیتے ہیں ان کے ہاں یہ حدیث منسوخ ہے لیکن امام ابن الہمام اور دیگر ائمہ نے ثبوت ناسخ کا انکار کیا ہے۔

(حاشیہ تحفۃ النبلاء ۳۱۰)

اسی لیے ان تمام روایات کو ذکر کر کے امام ابن الہمام نے کہا:  
 کلمها ينفي ثبوت النسخ یہ تمام روایتیں ثبوت نسخ کی نفی کرتی

فتح القدیر ۱: ۳۰۷ ہیں۔

حافظ ابن حجر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عمل (امامت نساء) پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کی یہ رائے کہ یہ منسوخ ہے اس پر دلیل کوئی بیان نہیں کرتے۔

ان النسخ لا يثبت بالاحتمال اور محض احتمال سے نسخ ثابت نہیں

(الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ ۱: ۱۲۲) ہو سکتا۔

امام بدر الدین عینی صاحب غنایہ کا ایک مقام پر رد کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

ان من ادعى النسخ فعليه ما جوسخ کا دعویٰ رہے وہ دلیل لائے۔

البیان۔ (تحفۃ النبلاء ۳۰۷)

۲۔ دلائل جواز میں اہل المؤمنین سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کامل گزر چکا ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں تصریح ہے کہ وہ ماہ رمضان میں جماعت کروایا کرتی تھیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں مروی روایت میں اگرچہ اس بات کی تصریح ہماری نظر سے نہیں گزری مگر نصب الرایہ کے محشیؒ نے "تَوَمَّ النَّسَافَتَقُومُ مَعَهُنَ فِي صَفْعَيْنِ" کے بعد "ای فی رمضان" کے الفاظ لکھے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ بھی رمضان میں جماعت کروایا کرتی تھیں اور رمضان میں جماعت سے متبادر یہی ہے کہ وہ تراویح کی جماعت تھی اور یہ بات مسلمہ ہے کہ تراویح کی جماعت حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد شروع ہوئی۔ امام ابن المہام تحریر فرماتے ہیں:

وَمَعْلُومٌ أَنَّ جَمَاعَةَ التَّرَاوِيحِ  
أَمَّا اسْتَقَرَّتْ بَعْدَ وَفَاتِ النَّبِيِّ  
يُزَامُّ بَاتٍ مُسْلِمٌ هُوَ أَنَّ تَرَاوِيحَ كِبَرَاتٍ  
حُضُورِ عَلَيْهِ السَّلَامِ كَالْوَجْهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
هِيَ جَارِيَةٌ هُوَتْ تَحْقِ -

(فتح القدیر ۱۰: ۳۰۷)

یعنی یہ واقعہ ہی رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کا ہے تو اسے منسوخ کیسے قرار دیا جاسکتا ہے اور ناسخ کا بعد میں ہونا ضروری ہے۔

۳۔ دیگر صحابہ و تابعین حضرت ابن عباس، مجاہد، عطاء، ابراہیم نخعی اور عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فتاویٰ بھی واضح کرتے ہیں کہ یہ عمل منسوخ نہیں۔ اگر یہ عمل منسوخ ہو چکا ہوتا تو یہ لوگ ہرگز اسے جائز نہ کہتے۔ یہ کہنا کہ ناسخ کا انہیں علم نہ ہو سکا محض احتمال ہے جو قابل قبول نہیں۔

۴۔ اگر یہ عمل منسوخ ہو چکا ہے تو اب اس سے کسی طرح کا بھی استدلال درست نہیں ہو گا کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جب کسی عمل کا وجوب یا اس کی سنت منسوخ ہو جاتی ہے تو اس کا جواز بھی منسوخ ہو جاتا ہے حالانکہ ائمہ احناف امامت کے وقت عورت کے

صف میں کھڑے ہونے پر اسی عمل سے استدلال کرتے ہیں۔ یعنی ان کا استدلال کہ نادر وضع ثبوت ہے کہ یہ منسوخ نہیں۔

### چوتھا شبہ

نماز جنازہ کی جماعت پر دیگر نمازوں کو قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ جنازہ کی صورت میں خواتین کی جماعت واجب ہوتی ہے۔ کیونکہ تنہا ادا کرنے کی صورت میں ایک خاتون کی سبقت سے لقیہ خواتین کے فریضے کا فاسد ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ جنازہ میں تکرار نہیں۔

### جواب

اس کا جواب بھی فقہانے بڑی تفصیل سے دیا ہے۔ اس کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ جنازہ میں یہی معاملہ مردوں کا بھی ہے۔ یعنی ایک کی ادائیگی کی صورت میں باقی لوگوں کی فرضیت باطل ہو جاتی ہے۔ لہذا مردوں پر جنازہ کی جماعت لازم ہونی چاہیے۔ حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ یہ جماعت لازم نہیں۔

۲۔ جنازہ فرض کفایہ ہے۔ فرض عین نہیں۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ ہر کوئی ادا کرے بلکہ ایک کے ادا کرنے سے ادائیگی ہو جاتی ہے۔ جب وہاں مرد نہیں خواتین ہی ہیں تو صرف ایک خاتون جنازہ ادا کرے۔ اس سے سب کا ادا ہو جائے گا۔ جماعت لازم ہونے کی ضرورت ہمیں اور نہ ہی تنہا تنہا تمام کی ادائیگی کی ضرورت ہے کہ ایک کی سبقت سے دوسری خواتین کی نماز فاسد ہو۔

جب اگر کتاب ممنوع کے بغیر بھی جنازے کی ادائیگی کی صورت نکل سکتی ہے تو پھر جماعت کا واجب قرار دینا مناسب نہیں۔

## بحث ثالث

دلائل عدم جواز



## بحث ثالث دلائل عدم جواز

اب ہم ان دلائل کا تذکرہ کرتے ہیں جو عورت کی عدم جواز پر دلالت کرتے ہیں :

۱۔ ابو داؤد اور صحیح ابن خزمہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
 صلوة المرأة في بيتها افضل . عورت کی نماز کمرے سے اس  
 من صلاحتها في حجرتها و . کچھ سونے والی جگہ میں افضل ہے  
 صلاحتها في مخدعها افضل . او ظلمت خانے میں نماز اس کے  
 من صلاحتها في بيتها . کمرے سے افضل ہے ۔

ابن خزمہ کی دوسری روایت کے الفاظ ہیں :  
 ان احب صلوة المرأة الى الله تعالى كے ہاں عورت کی وہ نماز سب  
 الله في اشد مكان في بيتها سے محبوب ہے جو ایسی جگہ ہو جہاں گھر میں  
 ظلمة ۔ زیادہ تاریکی ہو ۔

ابن خزمہ اور ابن حبان دونوں نے روایت کی :  
 اقرب ما تكون من وجه . سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب اس نماز  
 رہےا وهي في تعبر ببيتها ۔ پر ہے جو عورت کے گھر کے تہہ جانے  
 (فتح القدیر، ۱ : ۲۰۷) میں ہو ۔

ان تمام روایات میں آگاہ کر دیا گیا ہے کہ خاتون اپنے کمرے میں نماز ادا کرے

اور جماعت کا تصور ہی نہیں

۲۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

لا خیر فی جماعت النساء الا  
خواتین کی جماعت میں خیر نہیں ماسوائے  
فی المسجد او فی جنازة قتیل  
مسجد کی جماعت یا کسی شہید کے جنازہ  
(اعلاء السنن ۴ : ۲۱ بحوالہ سند احمد) کے۔

آپ ہی سے مروی طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں :

لا خیر فی جماعت النساء الا  
مسجد میں جماعت کے علاوہ خواتین  
فی مسجد جماعتاً۔  
کی جماعت میں خیر نہیں۔

(اعلاء السنن ۴ : ۲۱۴)

آپ نے مسجد کے علاوہ کسی مقام پر بھی خواتین کی جماعت سے خیر کی نفی فرمائی ہے اور مسجد میں صرف مردوں کے ساتھ ہی جماعت میں خواتین کی شرکت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ مسجد میں تنہا خواتین کی جماعت کا کوئی قائل نہیں اس لیے تنہا خواتین کی جماعت مکروہ ہے۔

۳۔ عورت امام بننے کی صورت میں آگے کھڑی ہوگی۔ یادرمیان میں، اگر آگے کھڑی ہوتی ہے تو زیادتی کشف لازم آئے گا اور اگر درمیان میں کھڑی ہوتی ہے تو تک تقدم لازم آتا ہے۔ حالانکہ وہ مواظبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے واجب ہے یعنی ان دو قباحتوں میں سے ایک قباحت ضرور ہوگی جس کی وجہ سے یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا۔

## بحث رابع

دلائل عدم جواز  
کا  
تختہ

## بحث رابع دلائل عدم جواز کا تجزیہ

۱۔ پہلی دلیل کے طور پر جو احادیث پیش کی گئی ہیں ان سے جماعت کا عدم جواز ثابت ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان میں یہ ہے کہ عورت کی نماز گھر میں افضل ہے۔ اس سے جماعت کی نفی کیسے ہوگی؟ کسی نے یہ بات کہی تھی کہ ظلمت خانے میں جماعت کا تصور نہیں ہوتا تو اس پر امام ابن الہمام نے صرف یہ کہا "لا یخفی ما فیہما" (اس بات کا محل نظر ہونا واضح ہے) کیونکہ جماعت وہاں بھی ہو سکتی ہے۔

۲۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ارشاد نبوی کے بارے میں درج ذیل گزراشات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اس سے بھی فضیلت کی نفی ہوتی ہے۔ عدم جواز میں اسے مولانا طغرل احمد عثمانی نے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ خود ان کی رائے پیچھے آپ نے ملاحظہ کی ہے۔ ان کے یہ الفاظ پھر دوبارہ پڑھ لیں۔

ان روایتھا تدل علی کراہۃ  
جماعت النساء و عملھا علی  
حضرت عائشہ کی روایت خواتین کے  
جماعت کی کراہت اور ان کا عمل  
اباحت پر دلالت کرتا ہے۔ اور شی کا  
مکر وہ ہونا کس جواز کے منافی نہیں۔  
شس لا تنافی جواز۔

(اعلاء السنن ۴: ۲۱۵)

آگے چل کر لکھا:

ولما کان فیہ شبهۃ الکراہۃ  
کان الاحتیاط فی الترتک لان  
جب اس جماعت میں کراہت کا شبہ  
ہو تو احتیاطاً ترک ہی بہتر ہے۔ کیونکہ



الشیء اذا تردد بین المندوب      شے جب مندوب و مکروہ کے درمیان  
و المکروہ کان ترک المندوب      دائرہ ہو تو مندوب کا ترک اولیٰ ہوتا  
اولیٰ - (اعلام السنن ۴۰: ۲۱۶) ہے۔

وہ خود اس سے عدم جواز پر استدلال نہیں کر رہے بلکہ کہہ رہے ہیں کہ حقیقاً  
بہتر نہیں تو یہ افضلیت کی نفی ہے۔

۲۔ اس روایت کی راوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کا اپنا عمل بلاشبہ  
اس کے خلاف ہے جیسا کہ آپ دلائل جواز میں پڑھ چکے ہیں۔ اب حسبِ ضابطہ  
جب راوی کا عمل اپنے روایت کے خلاف ہو تو گویا روایت قابلِ حجت نہیں بلکہ  
راوی کا عمل اس کے منسوخ ہونے کی دلیل بن جاتا ہے تو گویا پیش کردہ  
روایت منسوخ قرار پائی۔ تراویح میں جماعت کروانا از خود بول رہا ہے کہ آپ کا  
عمل بعد کا ہے۔

۳۔ اس روایت کی سند میں "ابن لہیعۃ" ضعیف راوی ہے۔ اس لیے  
صاحبِ مجمع الزوائد نے یہ روایت کی اور کہا :

وفیہ ابن لہیعۃ وفیہ      اس کی سند میں ابن لہیعۃ ہے اور

کلام۔ (مجمع الزوائد ۱۰: ۱۵۵) اس میں کلام ہے۔

ممکن ہے روایت کے اسی ضعف کی وجہ سے آج تک کسی حنفی نے بھی اسے  
بطور دلیل پیش نہیں کیا بلکہ پہلی روایات ہی ذکر کرتے ہیں۔

اہم نوٹ

اگر کوئی ان روایات کو ناسخ قرار دیتا ہے تو اس پر یہ آشکار ہونا چاہیے کہ یہ  
ناسخ نہیں بن سکتیں۔ وجہ یہی گذر چکی ہے کہ روایات جواز بعد کی ہیں لیکن اگر ان کو

ناسخ تسلیم بھی کر لیا جائے تو ان سے اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ خواتین کے لیے جماعت سنت نہیں اور سنت کا نسخہ کراہت تحریمی کو مستلزم نہیں۔ امام ابن الہمام نے یہی بات ان الفاظ میں بیان کی ہے :-

و بتقدیر التسليم فانما يفيد  
تسخير السنية وهو لا يلتزم  
ثبوت كراهية التحريم في  
الفعل بل التنزيه ومن جها  
الخلافا الاولی -

اگر انہیں ناسخ مان بھی لیا جائے  
تو اس جماعت کا سنت ہونا منسوخ  
ہو گا اور یہ چیز مکروہ تحریمی کو مستلزم  
نہیں بلکہ اس کا ارتکاب مکروہ تنزیہ  
ہو گا جس کا مرجع خلاف اولی ہے۔

(فتح القدیر ۱۰: ۲۰۷)

مولانا احمد علی محدث سہارن پوری نے بھی انہی روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا:

براں عمل اولی و حسن معلوم  
می شود۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ۱: ۱۸۰) ہے۔

یہاں فقہ حنفی کی مسلمہ دو اور کتب کا حوالہ بھی ملاحظہ ہو جس میں انہوں نے امامت کو جائز قرار دیتے ہوئے افضلیت کی نفی کی۔

۱۔ فتاویٰ عالمگیری میں اس مسئلہ پر رائے دیتے ہوئے لکھا:

وقیا صحن لا تزول الکراہة  
وصلاتھن فرادی افضل۔

عورت کے درمیان کھڑے ہونے  
سے کراہت ختم نہیں ہوتی اور اتنے  
کی تنہا نماز (جماعت سے) افضل ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ۱: ۸۵)

۲۔ اسی طرح "خلاصہ" میں ہے:

وامامة المرأة للنساء  
عورت کا خواتین کو جماعت کو دانا جائز

جائزۃ الا ان صلاتھن ہے البتہ ان کی تنہا نماز افضل  
فردی افضل ہے۔

(المختصر ۱۴۲۰)

۳۔ اب ہم تیسری دلیل کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ اگر امامت  
کمرائے گی تو دو قیاحوں میں سے ایک ضرور لازم آئے گی۔ ترک تقدم یا زیادتہ  
کشف۔ یہ بات بھی محل نظر ہے۔ ہم ہر ایک کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں۔

## ترک تقدم

۱۔ امام کا مقتدیوں سے آگے ہونا واجب یا سنت صرف مردوں کے لیے ہے۔  
خواتین کے لیے نہیں۔ اگر ان پر واجب ہے تو اس پر کتاب و سنت سے دلیل  
ذکر کی جائے۔

امام بدر الدین عینی لکھتے ہیں :

ارتکاب المحرم فیہ فی حق

الرجال دون النساء اذ کان

مطلقاً لما کان یجوز المصلوۃ

بہ۔ (تحفۃ النبلاء ۵۰)

تقدم نہر حال میں حرام ہوتا تو عورتوں کی نماز  
جائز ہی نہ ہوتی حالانکہ جائز ہے۔

۲۔ اگر خواتین کے لیے تقدم واجب اور اس کا ترک حرام ہوتا تو اجماعات المؤمنین حضرت سیدہ  
عائشہ و سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کی خلاف ورزی نہ کرتیں۔ حالانکہ سابقہ  
گفتگو سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ درمیان میں کھڑی ہوتیں۔ اسی طرح حضرت ابن  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ بھی اس کی تائید میں گذر چکا ہے۔ امام بدر الدین عینی  
نے اسی طرف ان الفاظ سے توجہ دلائی ہے۔



کیف یكون قیام الامام وسطهن  
محرمًا وقد فعلته عائشة و  
ام سلمة وروی عن ابی  
عباس علی ما ذکرنا۔  
(تحفۃ النبلاء، ۵۱)  
عورت کا درمیان میں کھڑا ہونا حرام  
کیسے ہو سکتا ہے جبکہ سیدہ عائشہ اور  
سیدہ ام سلمہ درمیان میں کھڑی ہوا  
کرتی تھیں اور حضرت ابن عباس سے  
بھی اسی طرح مروی ہے۔

۳۔ ایک حدیث ضعیف میں ہے کہ عورت جب جماعت کروائے تو وہ درمیان  
میں کھڑی ہو۔ امام ابو الشیخ الاصبھانی کتاب الاذان میں حضرت اسماء بنت ابی بکر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
"خواتین پر اذان اقامت اور حجبہ لازم نہیں۔"

ولا تقدمهن امرأة ولكن عورت خواتین کے آگے کھڑی نہ ہو  
تقوم وسطهن۔ (تحفۃ النبلاء، ۲۱) البتہ ان کے درمیان کھڑی ہو جائے۔

## ۲۔ زیادتی کشف

۱۔ ہم نے تفصیل کے ساتھ عرض کر دیا ہے کہ جماعت کرواتے وقت درمیان میں  
کھڑی ہو اس سے یہ خرابی لازم نہیں آتی۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب امام خاتون نے سرتاپا لباس پہنا اور پردہ کیا ہو  
تو اس صورت میں کشف ہی نہیں چہ جائیکہ زیادتی کشف ہو۔ یہی بات امام عینی نے  
فرمائی ہے۔

ان المرأة شأها العستر  
فی کل الاحوال لایسما فی الصلوة  
خصوصًا اذا امت فانها تحتدر  
عورت کو ہر حال میں ستر کا ڈھانپنا فردی  
ہے خصوصًا نماز میں اس وقت زیادہ ہی  
اہم ہو جاتا ہے جب وہ عورت ہو۔

عن انکشاف شئی من اعضائہا  
 غایۃ الاحتراز لا یوجد  
 الکشف اصلاً فضلاً عن  
 زیادۃ الکشف -  
 (البنایۃ بحوالہ تحفۃ النبلاء ۵۱)

صورت میں وہ اپنے ہر عضو کو اچھی  
 طرح ڈھانپ لے گی اور اس میں خوب  
 احتیاط برتے گی تو اب وہاں بالکل  
 ہی کشف نہیں چر جائیکہ وہاں زیادتی  
 کشف ہو -

اس تمام گفتگو کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ خواتین کی جماعت جائز ہے  
 کیونکہ دلائل جواز قوی ہیں۔ خصوصاً ایسی تعلیم گاہ میں جہاں اندر ہی جماعت کا انتظام  
 ہو اور یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ خواتین کے لیے اسلامی تعلیم و تربیت  
 کا انتظام نہایت ضروری ہے۔ خصوصاً اس دور میں جبکہ سینکڑوں اسلامی اقدار مٹ  
 چکی ہیں۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ کسی نہ کسی ذریعہ سے خواتین کو بھولا ہوا سبق یاد  
 دلایا جائے۔ اس کے لیے مختلف دینی اجتماعات، جمعہ اور عیدین میں شرکت کی اجازت  
 دی جائے تاکہ وہ دینی علوم سے بہرہ ور ہو سکیں اور اگر وہ کسی تعلیم گاہ سکول اور گھر میں  
 اجتماعی صورت میں نماز ادا کرنا چاہیں تو پھر بھی رکاوٹ نہ بن جائے۔ ان اچھی صحبتوں کی  
 وجہ سے معاشرے میں اچھی تبدیلی آسکتی ہے۔

واللہ درسولہ اعلم بالصواب !